حامد میر

دینی مدارس کے خلاف این جی اوز کا شور و غوغا

چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے این جی اوز کے نمائندوں نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کی جس میں مشترکہ طور پر دینی جماعتوں پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس میں بچوں کو زنجیروں سے باندھ دیا جاتا ہے اور یہ مدارس معاشرے میں فرقہ واریت اور دہشت گردی پھیلا رہے ہیں نوجوانوں کو جہاد کے نام پر بھرتی کیا جاتا ہے اور پھر ان سے دوسرے کام لئے جاتے ہیں۔ این جی اوز کے مطابق اسلام ایک روشن خیال مذہب ہے اس لئے "رجعت پسندوں" کی طرف سے خواتین کو مساوی حقوق دینے کی مخالفت قابل مذمت ہے، حکومت کو چاہیے کہ ایسے عناصر کا تدارک کرے۔ مشترکہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ این جی اوز پر مغربی ایجنٹ ہونے کا الزام بے بنیاد ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ دینی جماعتوں کی مہم ناکام بنانے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دے دیا گیا ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ وطن عزیز میں کام کرنے والی تمام این جی اور برے کردار کی مالک نہیں ہیں لیکن بعض بڑی بڑی این جی اوز نے اپنی اسلام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں کی بدولت خود کو اتنا مشکوک بنا دیا ہے کہ عوام ان کے گھناؤنے کردار سے نفرت کرنے لگے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ سول سوسائٹی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ معاشرے کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وطن عزیز کا عام آدمی انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ابھی حال ہی میں سندھ اور بلوچستان میں قحط کی صورت حال پیدا ہوئی تو عملاً یہ صورت حال ان تمام این جی اوز کے لئے ٹیسٹ کیس کا درجہ رکھتی تھی جو وطن عزیز کے لوگوں کی حالت بدلنے کے لئے مغرب سے کروڑوں ڈالر کے فنڈز لیتی ہیں، سماجی پسماندگی دور کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں اور غربت کے خاتمے کے لئے لمبی چوڑی "پروپوزلز" تیار کر کے ڈونر ایجنسیوں کو بے وقوف بناتی ہیں۔ لیکن سوائے چند غیر معروف این جی اوز کے باقی تمام بڑی بڑی این جی اوز نے قحط زدہ علاقوں سے اغماض برتا جب کہ ان کے مقابلے میں دینی جماعتوں نے عوام کی مدد سے قحط زدہ علاقوں کی صورتحال بنانے کے لئے حکومت کے ساتھ مل کر دن رات کام کیا اور عملاً ثابت کیا کہ وہ پاکستانیوں کے دکھ سکھ برابر کی شریک ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو پاکستان میں کام کرنے والی بیشتر این جی اوز کا کردار اس قدر قابل نفرت ہے کہ عام آدمی کو ان کے نام سے ہی چڑ ہو گئی ہے۔ ملک کی سلامتی کے لئے ایٹمی دھماکے کئے جائیں تو

انہیں یہ عمل برا لگتا ہے اور اس کے خلاف باقاعدہ احتجاج کیا جاتا ہے۔ انگریزی اخباروں میں بیٹھے ہوئے ان کے تنخواہ دار ایجنٹ فائیو سٹار ہوٹلوں میں سیمینار منعقد کرتے ہیں وہاں ایٹمی دھماکوں کے خلاف دھواں دار تقریریں کی جاتی ہیں اور وہاں بیٹھے ہوئے مغرب کے کاسہ لیس تالیاں پیٹ پیٹ کر مقررین کو داد تحسین سے نوازتے ہیں، سی ٹی بی ٹی کا معاملہ ہو تو حکومت کو دستخط کرنے کا مشورہ دینے والوں میں یہی این جی اوز پیش پیش ہوتی ہیں بعض این جی اوز تو سرے سے فوج کے ہی خلاف ہیں اور فوج کے خلاف مہم چلانے اور عوام میں فوج کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے کے لئے پیسہ وصول کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک نظریہ پاکستان کی کوئی وقعت نہیں اور اگر ان کا بس چلے تو یہ پاکستان کا نظریاتی تشخص ہی مٹا کر رکھ دیں۔ ان کے لئے بھارت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور پاکستان کے ساتھ بھارت کی کشیدگی انتہا پر بھی ہو تو اس دوران بھی ان تنظیموں سے تعلق رکھنے والے لوگ نہ صرف بھارت کا آزادانہ دورہ کرتے ہیں بلکہ وہاں پاکستان میں ۲۵ سال قید کاٹنے والے بھارتی جاسوس روپ لال سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ اگر ایک این جی او سے تعلق رکھنے والی خاتون بھارت میں رقص کرے تو پاکستان واپس آ کر کہتی ہے کہ اس نے تو "لکلی" ڈالی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ خواتین و حضرات پاکستان کی سرزمین پر رہ کر بھی پاکستانی نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ پاکستانی ہوتے تو کم از کم واہگہ بارڈر کراس کرتے وقت کشمیریوں کے قاتلوں کے منہ میٹھے نہ کراتے۔

انگریزی اخباروں میں بیٹھے ہوئے این جی اوز کے بعض تنخواہ دار ملازم تو حق نمک ادا کرنے کے لئے اپنے کالموں اور مضامین میں یہ مطالبہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے کہ حکومت دینی جماعتوں کے خلاف مسلح کارروائی کرے۔ لیکن ہم این جی اوز اور مغرب کے ان بہی خواہوں کو بتائے دیتے ہیں کہ یہ لوگ دینی جماعتوں کے خلاف نہیں پاکستان کے غیور عوام کے خلاف محاذ کھول رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر اگر یہ بات ہے کہ حکومت این جی اوز کی سرپرستی کر رہی ہے تو اس حوالے سے بھی ان کی تمام تر خوش فہمیاں اس وقت دور ہو جائیں گی جب ان سے حساب طلب کیا گیا، یہ درست ہے کہ حکومت این جی اوز کی سرگرمیوں سے تجاہل عارفانہ برت رہی ہے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، ہم دعوے سے کہتے ہیں جب این جی اوز کا احتساب شروع کیا گیا تو ایسے ہوشربا انکشافات سامنے آئیں گے کہ حکومت کے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہے گا کہ وہ این جی اوز کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لے اور ان کی ملک دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایک این جی او قائم ہوتی ہے۔ غربت اور پسماندگی دور کرنے کے لئے مغرب سے فنڈز لینا شروع کرتی ہے اور کچھ ہی دنوں میں اس کے کرتا دھرتا بڑی بڑی گاڑیاں اور کوٹھیوں کے مالک بن جاتے ہیں غربت اور پسماندگی وہیں کی وہیں رہتی ہے لیکن این جی اوز کے نمائندوں کا معیار زندگی اچانک بلند ہو جاتا ہے یہ این جی اوز اور مغرب کو تو بیوقوف بنا سکتی ہیں لیکن پاکستانی عوام کو دھوکے

میں رکھنا آسان بات نہیں ہے پاکستانی عوام ان طاقتوں کے بارے میں بھی بخوبی جانتے ہیں جو حکومت کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ عاصمہ جہانگیر کا نام ای سی ایل سے نکال دے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ٹریک ٹو ڈپلومیسی میں کون لوگ شامل ہیں اور یہ ڈپلومیسی کس کے کہنے پر چل رہی ہے۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں کہ جن دینی مدارس کے خلاف انگریزی پریس دہائی دیتا ہے اور ان کے خلاف حکومت کو مسلح کارروائی کرنے کا مشورہ دیتا ہے وہی پریس جامعہ بنوری ٹاؤن کے بارے میں یہ لکھنے پر بھی مجبور ہے کہ تحقیقات کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ بڑا مدرسہ محض عوام کے تعاون سے چل رہا ہے ایک سوال یہ بھی ہے کہ این جی اوز نے اس ملک کی کرپٹ اشرافیہ کے خلاف کبھی زبان کھولی نہ پریس کانفرنس کرنے کی ضرورت محسوس کی چنانچہ دینی جماعتوں کے خلاف ان کی پریس کانفرنس سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ یہ تنظیمیں اپنی نام نہاد روشن خیالی اور لبرل ازم کے لئے صرف دینی جماعتوں کو خطرہ سمجھتی ہیں اور ان سے بری طرح خائف ہیں انہیں اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے توہین رسالت کے مقدمے کے اندراج کے طریقہ کار میں کی گئی ترمیم کو واپس کیوں لیا لیکن حکومت کے خلاف محاذ کھولنے سے اس لئے گریزاں ہیں کیونکہ موجودہ حکومت ان کے ناز نخرے اٹھا رہی ہے۔ دینی جماعتوں کے لئے یہ امر لمحہ فکریہ ہے کیونکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ این جی اوز کے ساتھ ان کی لڑائی میں صرف امریکہ اور مغرب ہی نہیں پاکستان کے اہم ادارے بھی ان سماجی تنظیموں کی پشت پر ہوں گے۔ ایسے میں اگر دینی جماعتیں انتشار کا شکار رہیں اور متحد نہ ہوئیں تو انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے این جی اوز سے وابستہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان کے عوام ایسی نام نہاد روشن خیالی اور ماڈرن ازم پر لعنت بھیجتے ہیں جو اسلام سے متصادم ہو وہ انتہا پسند ہیں نہ مغرب زدہ ماڈرن بلکہ ایک ایسے دین کے پیروکار ہیں جو متوازن زندگی گزارنے کے لئے ایک ایسا نظام عطا کرتا ہے جس میں انسان دوستی بھی ہے اور روشن خیالی بھی مغرب زدہ روشن خیالی اور جدیدت سے ان کا پہلے کبھی تعلق تھا اور نہ آئندہ ہوگا اس لئے این جی اوز کو ان کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

وقت کبھی ایک سا نہیں رہتا اس لئے این جی اوز کو اس کڑے وقت سے ڈرنا چاہیے جب عوام ان سے حساب طلب کریں گے اگر دینی جماعتیں کرپٹ ہوتیں تو آج متعدد دینی رہنما بھی نیب کی تحویل میں ہوتے لیکن یہ بات طے ہے کہ کرپٹ این جی اوز کو آنے والے کل میں عوام کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا۔ فوجی حکومت کی طرف سے انہیں جو "ریلیف" ملا ہے یہ عارضی ہے اس لئے زیادہ اترانے اور خوش ہونے کی بجائے یہ تنظیمیں آنے والے اس وقت کی فکر کریں جب "یوم حساب" برپا ہوگا۔

(اداریہ روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد ۲۶ جون ۲۰۰۰ء)